نمبر ۱۸ | ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۱۷-جولائی بوقت ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ آمدہ از پالم پور مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے حضور کے اہلِ بیت بھی بخیر و عافیت ہیں ؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ۱۹-جولائی سری نگر سے بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ پیشاب کی تکلیف میں مبتلا ہوں احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دُعا فرمائیں ؛

جامعۂ احمدیہ کے درجہ ثالثہ میں داخل ہونے والوں کے لئے پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے ۲۵-جولائی آخری تاریخ مقرر کی ہے۔ اس تاریخ تک مبلغین کلاس میں داخل ہونے والوں کی درخواستیں دفتر جامعہ احمدیہ میں پہونچ جانی چاہئیں ؛

۱۷-جولائی بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں سید نذیر حسین صاحب آف گھٹیالیاں نے ذکرِ حبیب پر تقریر کی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقت معراج

"ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوا تھا۔ مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔ بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے۔ کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا۔ مگر نورانی۔ اور ایک بیداری تھی۔ مگر کشفی اور نورانی جس کو اس دُنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو۔ ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اُڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔"

(الحکم ۱۷-جون ۱۹۰۶ء)

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک کے تبلیغی مشنوں کی ہفتہ وار ڈاک سے ضروری خبریں

مبلّغ انگلستان کی سرگرمیاں

مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے مبلغ انگلستان لکھتے ہیں۔ ۱۸ - جون ۱۹۳۶ء کو لارڈ و لیڈی ولنگڈن اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے استقبال کے لئے کرائیڈن گیا۔ سرجان تھامپسن۔ سر ریجنالڈ۔ اور لیڈی منٹ سے ملاقات ہوئی۔ ہوائی سٹیشن پر نواب صاحب رام پور۔ ان کی بیگم صاحبہ اور وزیر اعظم۔ نیز مہاراجہ صاحب بردوان۔ سر سیموئیل ہور ہز ہائینس آغا خان اور سر جوگیندر سنگھ صاحب سے ملاقات کی۔ لارڈ ولنگڈن و اُن کے فرزند سے مصافحہ کیا۔ اور جناب چودھری صاحب کے ساتھ واپس آیا۔

دو نو مسلمہ بہنوں کی دعوت پر ۱۶ - جون کو میاں مظفر احمد صاحب میاں ظفر احمد صاحب اور مولوی محمد یار صاحب کے ساتھ پورٹسماؤتھ گیا۔ مسز ویسلرنے سٹیشن پر استقبال کیا۔ اور کار میں مسز میکلش کے ہاں لے گئیں۔ رائل بیچ ہوٹل میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قیام فرمایا تھا۔ ہمیں ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا۔ ایک پُر تکلف لنچ دیا گیا۔ ہمارے میزبانوں نے اچھی طرح سیر کرائی۔ اور ہم رات کے گیارہ بجے واپس آ گئے۔

۱۷ - جون ہائیڈ پارک میں مولوی محمد یار صاحب اور میر عبد السلام صاحب نے تقریریں کیں۔ اور سوالات کے جواب دیئے۔

آسٹریلیا میں تبلیغی کام

برادر شیر محمد صاحب کال گوڈی آسٹریلیا سے لکھتے ہیں۔ حتے الامکان پیغام حق پہونچانے کی کوشش کی جاتی ہے مسلمان شوق سے تو سنتے نہیں۔ اصرار سے سنایا جاتا ہے۔ اگرچہ رفتار ترقی کم ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نور پھیل رہا ہے۔

نیروبی میں مخالفت

قاضی عبد السلام صاحب نیروبی سے لکھتے ہیں۔ یہاں نہایت شرمناک طریق پر جماعت احمدیہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے احسن رنگ میں کام کر رہے ہیں۔ تبلیغی تقریروں کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ جو اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی بہترین صورت ہے۔ مخالفین کے اشتہارات کے جواب میں ہم بھی اپنے پریس میں چھاپ کر اشتہارات شائع کرتے رہتے ہیں۔

شکریہ احباب

میری لڑکی عزیزہ منصورہ بیگم کے نکاح پر اکثر احباب نے مبارکباد کے تار و خطوط بھیجے ہیں۔ چونکہ بوجہ ناسازیٔ طبیع۔ اور کثرت خطوط وغیرہ میں فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اس لئے سب احباب کا شکریہ بذریعہ الفضل اپنے اور اپنی بیگم کی طرف سے ادا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرہ۔

راقم خان۔ محمد علی خان۔ رئیس مالیر کوٹلہ

دھاریوال میں عیسائیوں سے مناظرہ

دھاریوال ضلع گورداسپور میں ۲۸-۲۹ جولائی عیسائیوں سے مناظرہ قرار پایا ہے۔ چھ مضامین پر مناظرے ہونگے۔ ضلع گورداسپور کی تمام احمدی انجمنوں کو اس مناظرہ کے موقعہ پر وہاں پہونچکر اپنے علم میں اضافہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایسے بڑے مناظرے کبھی کبھی ہوتے ہیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔

جلسوں کے لئے مبلّغین موجود ہیں

اگست میں اساتذہ جامعہ احمدیہ۔ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول فارغ ہونے والے ہیں۔ نیز جامعہ احمدیہ کی اعلیٰ جماعتوں کے طلباء کو ماہ جولائی میں رخصتیں ہو جائینگی۔ ان میں سے بعض نہایت عمدہ تقریریں کر سکتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر جماعتیں جولائی۔ اگست۔ ستمبر میں اپنے سالانہ جلسے منعقد کریں۔ تو میں ان اساتذہ اور طلباء سے ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں بہت کچھ مدد لے سکتا ہوں۔ پس احباب مجھے ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ وہ ان تین ماہ میں کس تاریخ کو جلسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تا میں مشورہ کرنے کے بعد قبل از وقت پروگرام مرتب کر کے مقررین کو تیاری کرنے کے لئے مناسب ہدایات دیدوں۔ اس موقعہ کو احباب غنیمت سمجھیں۔ اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

ضلع ہوشیارپور کا تبلیغی دورہ

مولوی عبد اللہ صاحب اعجاز کو ضلع ہوشیارپور کا دورہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جماعتوں کو ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ فی الحال وہ تحصیل نواں شہر کا دورہ کر رہے ہیں۔ انکا پتہ یہ ہے معرفت میاں عطاء اللہ صاحب وکیل نواں شہر اور ضلع انبالہ و لدھیانہ کا دورہ کرنے کے لئے شیخ مبارک احمد صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ شیخ صاحب نے پہلے ضلع لدھیانہ کا دورہ شروع کیا ہے۔ ان کا پتہ یہ ہے:-

معرفت ماسٹر برکت علی صاحب گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

ایک فارسی ٹریکٹ کے متعلق

انعامی اعلان

نظارت ھذا کے زیر غور ایک ٹریکٹ بزبان فارسی تیار کرانے کی تجویز ہے۔ جس میں مفصلہ ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے گا:-

۱ - مضمون چہار اوراق سے زائد نہ ہو۔

۲ - حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی مختصراً درج ہوں۔

۳ - حضور کا فارسی الاصل ہونا بالتفصیل درج کیا جائے۔

۴ - یہ امر بھی مختصراً مگر مدلل طور پر درج ہو۔ کہ اس زمانہ میں عیسائیت تمام جہان پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ لازماً مجدد زمان کا کام کسر صلیب کا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اخبار صحیحہ اور احادیث شریف میں صاف صاف مذکور ہے۔ اور یہی کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ایسا ہوا۔ کہ عیسائی لوگ اور اُن کے حضرات پادری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل و براہین کا جواب پیش کرنا تو درکنار۔ غلامان مسیح موعود سے تبادلۂ خیالات کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاگرد چہار دانگ عالم میں تبلیغ اسلام کے لئے مشن قائم کر چکے ہیں۔ اور بڑی محنت سے جملہ فرقہ ہائے میں صحیح تعلیم اسلام پیش کر کے داعی الحق کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ نوجوانان جماعت احمدیہ آباد ان کی طرف سے یہ بھی اعلان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو صاحب اس کار خیر میں اپنا قیمتی وقت صرف کر کے عمدہ سا ایک ٹریکٹ تیار کر دیں گے۔ شکریہ کے علاوہ ایک معتدبہ رقم بطور انعام ان کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ ان نوجوانوں کی اس خواہش سے بھی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ اہل فارس میں خصوصاً اور دیگر فارسی دان ممالک میں تبلیغ کرنے کی اشد ضرورت ہے مگر ہمارے اہل قلم شائد اہل فارس کی طرف رُوئے سخن کرنا نہیں چاہتے۔ یہ ایک ضروری فرض ہے۔ جس کی ذمہ واری نظارت ہذا پر ہے جو دوست ہاتھ بٹائیں ماجور عند اللہ ہونگے۔ اور نظارت ہذا ان کا شکریہ ادا کریگی۔ اگر آباد ان کے احمدی یا کوئی دوسرے معزز (مثلاً مبلغ صاحب حیفا ابو العطاء جالندھری) اُردو میں ہی ٹریکٹ کا مضمون بھیجدیں۔ تو فارسی ترجمہ کرا لیا جائے گا۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

گاندھی جی کی تحریک اچھوت ادھار

اچھوت اقوام کے متعلق مسلمانوں کا فرض

گاندھی جی نے اچھوت ادھار کے نام سے جو تحریک شروع کر رکھی ہے۔ اس کی غرض و غایت خود انہی کے الفاظ میں کئی بار مسلمانانِ ہند اور خصوصاً مسلمانانِ پنجاب کے سامنے پیش کی جا چکی ہے۔ حال میں گاندھی جی نے لاہور آکر اس کی مزید وضاحت کی۔ اور ہندو اخبارات اس پر خاص زور دے رہے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک دفعہ پھر اسے مسلمانوں کے سامنے رکھ کر انہیں وہ فرض یاد دلایا جائے۔ جو اسلام کی حفاظت و اشاعت کے متعلق ان پر عائد ہوتا ہے۔

اخبار "ملاپ" (۱۴ جولائی) نے گاندھی جی کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"انہوں نے محسوس کیا۔ کہ ہندو دھرم میں چھوا چھوت کی ایسی خرابی آگئی ہے۔ جسے اگر دور نہ کیا گیا۔ تو دنیا کا یہ قدیم ترین مذہب تباہ ہو جائے گا۔ ہندو سوسائٹی کے ماتھے پر ایک ایسا کلنک کا ٹیکا لگا رہے گا۔ جو اسے دنیا بھر میں بدنام کر کے آخر کار بدنامی کی موت مار دے گا۔ اس بات کو محسوس کر کے انہوں نے اس کلنک کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے . . . . قدرتی طور پر انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ اور نہایت شاندار بغاوت کی۔ اگر دوسری بغاوتوں نے انہیں دنیا کا سب سے بڑا اسیاسی راہنما بنا دیا۔ دنیا کا سب سے بڑا امن پسند ثابت کیا۔ تو اس بغاوت نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ موجودہ زمانہ کے سب سے بڑے ہندو ہیں . . . . اور اس طرح انہوں نے وہ درجہ حاصل کیا۔ جو کبیر - دادو - نانک اور دیانند کو حاصل ہے۔"

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ گاندھی جی اب جس شغل میں مشغول ہیں۔ اس کی غرض ہندو دھرم کی حفاظت اور ترقی ہے اور اصلاح پسند ہندو انہیں اسی شکل میں دیکھ رہے ہیں جس میں دیانند جی وغیرہ ظاہر ہوئے۔ خود گاندھی جی نے ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے احاطہ میں ۱۳- جولائی کو تقریر کرتے ہوئے کہا۔

اچھوت پن کی لعنت نے ہندو قوم تباہ کر دی ہے اگر ہریجنوں کا ادھار نہ ہوا تو ہندو قوم مٹ جائیگی۔ ہمارے اندر یہ مرض پرانا ہے اس لئے اسکی تباہی کا گیان نہیں ہے۔ لیکن ہندو جاتی کو اس نے کھوکھلا کر دیا ہے (ملاپ ۱۵ جولائی)

گویا ہریجنوں کے نام سے جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ اس لئے نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس مخلوق کو جسے ہندو دھرم نے بدترین قرار دے رکھا ہے۔ انسانیت کے درجہ پر لایا جائے۔ اور مساوی مقام دیا جائے۔ بلکہ اس لئے کہ ہندو قوم کی طاقت اور قوت میں اضافہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سارا زور اس بات پر صرف کیا جا رہا ہے۔ کہ کروڑوں روپیہ جمع کر کے اچھوت اقوام کو جکڑے رکھنے کے لئے نئی زنجیریں تیار کی جائیں۔ انہیں لالچ دے کر اپنے قابو میں رکھا جائے۔ اور اپنی آزادی اور اپنے حقوق کے متعلق ان میں جو جذبہ پایا جاتا ہے۔ اسے فنا کر دیا جائے۔

یہ تو مستقبل بتائے گا۔ کہ ہندوؤں کو اس میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور گاندھی جی لاکھوں کروڑوں روپیہ کے ذریعہ کب تک اچھوت اقوام کو بھول بھلیاں میں ڈالے رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ اس کے لئے انہوں نے نہایت سرگرم جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ اور مالدار ہندو قوم کا وہ حصہ جو اپنے دھرم کی تعلیم۔ اور اس کی روایات پر اپنی تعداد کے اضافہ کو خواہ کسی صورت میں ہو۔ ترجیح دیتا ہے۔ بارش کی طرح ان پر دولت برسا رہا ہے۔ اس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ گاندھی جی نے حکومت کے خلاف بغاوت اختیار کرنے میں ناکامی دیکھ کر ہندو دھرم کے خلاف بغاوت شروع کر رکھی ہے۔ اور بغاوت پسند ہندوؤں کی نظر میں "وہ موجودہ زمانہ کے سب سے بڑے ہندو" سمجھے جاتے ہیں۔ یہ بھی کہہ لیجیے۔ کہ ان کی تمام جدوجہد سے اچھوت اقوام کو کوئی بھی دائمی اور مستقل فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اور ان کی وہی حالت رہے گی۔ بلکہ اس سے بدتر ہو جائے گی۔ جواب ہے لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ جس کام کو ہندو دھرم کی حفاظت اور ہندو دھرم کے لئے مفید سمجھا جا رہا ہے۔ اسے انتہائی سرگرمی سے سرانجام دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اس کیلئے وہ ہر قسم کی قربانی کر رہے ہیں۔ اس صورت میں سوال یہ ہے۔ کہ کیا ہمسایہ قوم کی یہ جدوجہد دیکھ کر۔ یہ سرگرمی ملاحظہ کر کے۔ یہ جوش و خروش سنکر مسلمانوں میں بھی یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ وہ اچھوت اقوام کی ترقی و اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ان کی فلاح و بہبودی کا واحد ذریعہ اسلام ان کے سامنے پیش کریں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر انہیں اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اسلام نے ان پر جو فرض عائد کیا ہے۔ جس کی سرانجام دہی دنیوی لحاظ سے بھی نہایت ضروری ہے۔ اور جو یہ ہے کہ ہر انسان کو دعوتِ حق دی جائے۔ اور ہر مظلوم کی مدد کی جائے۔ اس کے متعلق کس قدر کوتاہی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے اور ناقابلِ انکار حقیقت۔ کہ اچھوت اقوام ہندوؤں کے ساتھ وابستہ رہتی ہوئی ہرگز انسانیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتیں۔ اور ہندو کبھی انہیں اپنے جیسا انسان سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ وہ ان کے لئے مندر بنا دیں گے۔ کنوئیں لگا دیں گے۔ سکول کھول دیں گے کارخانے جاری کر دینگے۔ لیکن یہ کہ اپنے مندروں میں داخل ہونے دیں۔ اپنے کنوؤں سے پانی بھرنے دیں۔ اپنے سکولوں میں پڑھنے دیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ ناممکن یہ ہے۔ کہ ان سے بیاہ شادی کے تعلقات پیدا کر لیں۔ ان سے کھان پان میں پرہیز ترک کر دیں۔ لیکن اسلام اس قسم کی تفریق کو قطعاً جائز قرار نہیں دیتا اور مسلمان عملی طور پر اس کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اچھوت اقوام کی اصلاح و ترقی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اس فرض کی ادائگی کی کوشش نہیں کرتے۔ جس کے متعلق انہیں بہت کچھ آسانی حاصل ہے۔ اور بہت بڑی کامیابی یقینی ہے۔

اس وقت ممکن ہے۔ گاندھی جی یہ کہنے کے لئے تیار نہ ہوں لیکن ایک وقت افریقہ میں انہوں نے عیسائیت کے مقابلہ میں مساواتِ انسانی کے متعلق اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کے طریق عمل کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔

"اسلام وہ مذہب ہے۔ جس نے دنیا کو تہذیب اور علمی کلچر کا نصب العین سمجھایا۔ جس نے اندلس اور سارے جہان کو اخوت اور بھائی چارہ کی عملی تعلیم دی۔"

"اچھوت پن کو عیسائیت دُور نہیں کرسکتی۔ دور کرسکتا ہے۔ تو صرف اسلام۔ کیونکہ جونہی ایک حبشی یا کوئی اور کم درجہ کا آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اس کی رفعت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ اور بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے۔ اور عبادت کرسکتا ہے۔ اس کا نمونہ عیسائیت اور یوروپین شہنشاہت پیش کرنے سے قاصر ہے"

بعینہٖ یہی ہندو دھرم کے متعلق کہا جاسکتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمان اچھوت اقوام کے سامنے حسب اسلامی تعلیم اور عملی نمونہ پیش کریں۔ تو وہ اسلام کے شیدائی نہ بن جائیں۔ اس کے لئے منظم اور متحدہ کوشش کی ضرورت ہے کاش مسلمان متوجہ ہوں۔

احراری مسلمانوں کی نگاہ میں

احراریوں کو ان کی فتنہ انگیز اور نقصان رساں حرکات کی وجہ سے مسلمان جس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ اخبار "سیاست" (۱۷ - جولائی) کے حسب ذیل الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے۔ جو مجلس احرار کے صدر کے ذکر میں اس نے لکھے ہیں:۔

"دَور ہیجان و اضطراب مسلمین میں ہزاروں ایسی ہستیاں پیدا ہوگئی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی حالت اضطرار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دھڑی دھڑی کرکے ان کو لوٹا۔ پرجوش تقریریں کرکے انہیں مختلف حکومتوں سے ٹکرا دیا۔ ان کے گھر بار تباہ کرائے اور آخر میں جب انہیں دوزخ شکم کے لئے ایندھن فراہم ہو چکا۔ تو خاموشی سے پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ ازانجملہ ایک حبیب الرحمن لدھیانوی ہیں۔ یہ ذات شریف کانگرسی بھی رہے ہیں۔ خلافتی بھی بن چکے ہیں۔ اور پھر ہر جگہ سے دھتکارے جانے کے باعث آخری غدار و خائن ملت جماعت "احرار اسلام" میں شامل ہوئے۔ کپورتھلہ میں جو کچھ بھی ہوا۔ وہ انہی چند ایک اشخاص کی بدولت ہوا جنہیں احراری لیڈر کہا جاتا ہے۔ حبیب الرحمن نے بھی اس میں پُر زور حصہ لیا۔ اور اسلامیان کپورتھلہ کو بھڑکا کر مقامی حکومت سے متصادم کرایا۔ مسلمانوں پر جو آتش باری ہوئی۔ وہ ان لوگوں کی آتشبار تقریروں کا ہی نتیجہ تھا"

یہ ہے ان لوگوں کی حقیقت۔ جو اپنے آپ کو فدایان اسلام اور جان نثارانِ قوم کہتے ہیں۔

ہندو لڑکیاں اور گاندھی جی

سکولوں اور کالجوں کی نوجوان ہندو لڑکیوں کا جو جلسہ ۱۴ - جولائی کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا:۔

"پنجاب کی عورتوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ زیب و زینت اور سنگار کی دلدادہ اور نفسانی خواہشات کے تابع ہوتی ہیں۔ لیکن عورتوں کو ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تاریخ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے حد سے تجاوز کرنا ستیاناس کر دیتا ہے۔ لڑکیوں سے میرا یہی کہنا ہے۔ کہ وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے پرہیز کریں۔ اور راہبانہ زندگی بسر کریں" (سیاست ۱۷ - جولائی)

گاندھی جی نے ہندو لڑکیوں سے جو کچھ کہا ہے۔ وہ خواہ کتنا ہی حقیقت پر مبنی ہو۔ جس رنگ میں نوجوان ناکتخدا ہندو لڑکیوں سے کہا گیا ہے۔ وہ بے حد ناموزون معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اس شخص کا طرز کلام ہے۔ جسے بالفاظ ملاپ (۱۴ - جولائی) "عموماً ہر ایک ہندو مہاتما کہتا ہے۔ بہت سے آدمی اسے اوتار مانتے ہیں کتنے ہی دیوتا سمجھتے ہیں" اور دیوتاؤں کے کارناموں کے متعلق ہندو روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ گاندھی جی نے گویا کچھ بھی نہیں کہا:۔

ملازمتوں میں مسلمانوں کے تناسب کے مخالفین

حکومت نے ملازمتوں میں ۲۵ فیصدی مسلمانوں کا جو تناسب مقرر کیا ہے۔ اور جس سے مسلمان پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔ اس نے ہندوؤں کو نعل در آتش بنا دیا ہے۔ اور وہ مسلمانوں پر وطن فروشی اور حکومت پر مسلمانوں کو رشوت دینے کا الزام لگا رہے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کی حق رسی ہندوؤں کو اس قسم کے الزام لگانے کی مستحق بنا سکتی ہے تو اس وقت تک سرکاری اداروں پر ہندوؤں کے قابض ہونے کے متعلق کیوں یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ یہ وطن فروشی کا صلہ تھا جس سے دست بردار ہونا ہندوؤں کو منظور نہیں:۔

افغانستان میں قہری حادثات

کچھ دنوں سے افغانستان کے متعلق پے در پے ایسی خبریں آرہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختلف مقامات میں خدا تعالےٰ کے قہری نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ وادی کابل میں ایک گاؤں کے تباہ ہونے کی خبر شائع ہوئی تھی۔ افغان قونصل جنرل نے حکومت کابل کے متعلق جو بیان حال میں اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ انہیں اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا "گاؤں ایک بڑے اونچے ٹیلے کے دامن میں واقع تھا۔ جو یکایک گر گیا۔ اور سارا گاؤں مٹی کے نیچے دب گیا۔ مٹی ایک ندی میں گر گئی۔ اور ندی کے اچھل پڑنے سے ملحقہ علاقہ میں سیلاب آگیا" (زمیندار ۸ - جولائی)

اس کے بعد سیلابوں اور طغیانیوں کی وجہ سے شمالی افغانستان کے صوبہ ایبک میں بہت سے انسانوں اور حیوانوں کی ہلاکت اور سینکڑوں مکانات کی بربادی کی اطلاع پہنچی۔ اب یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ علاقہ بدخشاں میں ایک گاؤں سپن سائے کا سارا زمین میں دھنس گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"کچھ روز ہوئے زمین میں زلزلے سے شگاف پڑ گئے اس کے تین دن بعد کئی جھٹکے آئے۔ اور جو شگاف زلزلے سے نمودار ہو گئے تھے۔ وہ کشادہ ہو گئے۔ اور بستی دھنسنے لگی۔ حتےٰ کہ چند ہی گھنٹوں کے اندر نظروں سے غائب ہو گئی"

ان حادثات کی نوعیت بتاتی ہے۔ کہ یہ بالکل غیر معمولی ہیں۔ اور غافل انسانوں کو خدا تعالےٰ کے جلال و جبروت کی طرف متوجہ کرنے والے ہیں۔ کاش مسلمان کہلانے والے قرآن کریم کے ان مقامات پر غور کریں۔ جن میں اس قسم کے ارضی و سماوی حادثات کا ذکر ہے۔ اور عبرت حاصل کریں:۔

شیطان کا آخری حملہ

وہ زمانہ جس کے متعلق آیا ہے۔ کہ ہر قسم کی برائیاں انتہائی عروج کو پہونچ جائیں گی۔ بدکاریاں بڑھ جائیں گی۔ اور شیطان اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ اس طرح حملہ آور ہوگا کہ گویا اس کا آخری حملہ ہے۔ وہ موجودہ زمانہ ہی ہے ہر صاحب بصیرت انسان کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اس کا اعتراف ہے۔ اگر کسی کو انکار ہو۔ تو اسے مشہور تحریک اخوت کے صدر ڈاکٹر شیپرڈ کے الفاظ پڑھ لینے چاہئیں۔ جن کا ترجمہ اخبار "سرفراز" سے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"دنیا کی تاریخ میں اس دَور سے زیادہ نمائشی دور کوئی نہیں گزرا۔ اور شیطان نے بھی غرور و تکبر کے ذریعہ سے اپنے مفتوحات اس سے زیادہ آسانی سے کبھی حاصل نہیں کئے"

کیا ایسی حالت میں ضروری نہیں تھا؟ کہ خدا تعالےٰ اپنی مخلوق کو شیطان کے حملہ سے بچانے کا انتظام کرتا۔ ضروری تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی غرض سے مبعوث کیا۔ مگر فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں۔ جو آپ کو قبول کریں:۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

آریہ اخبار "پرکاش" کے لغو اعتراضات

آریہ اخبار "پرکاش" نے حسب عادت ۸ جولائی کی اشاعت میں احمدیت پر کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ اور صرف اس جذبہ بغض و عناد سے مجبور ہو کر کئے ہیں۔ جو احمدیت کی روز افزوں ترقی اور کامیابی کی وجہ سے اسلام کے دوسرے مخالفین خصوصاً آریوں میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کے اظہار کے لئے قریباً تمام کے تمام آریہ اخبارات نے اپنے صفحات مستقل طور پر وقف کر رکھے ہیں۔ اور ہر ہفتہ انہیں سیاہ کرتے رہتے ہیں

پہلا اعتراض

"پرکاش" نے معترضانہ رنگ میں پہلی بات جو لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ:۔

"خود خلیفہ قادیانی فرماتے ہیں۔ "مجھے ذاتی طور پر بعض ایسے دوستوں کا علم ہے۔ جنہوں نے بیعت کے بعد پہلے سیاسی معاملات میں اختلاف کو جائز رکھا۔ خلافت کمیٹی اور کانگرس کے کاموں میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ مگر آہستہ آہستہ ان کا تعلق خلافت روحانیہ سے بالکل منقطع ہو گیا" (الفضل ۲۸ جون ۱۹۳۴ء) معاملہ تو صاف ہے۔ جب تک قادیان کا نمائشی طواف کسی بھلے مانس کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ تب تک وہ اس کا گرویدہ رہنا پسند کرتا ہے۔ لیکن جب ملمع اتر جاتا ہے۔ اور مرزائیت اپنی برہنہ صورت میں لوگوں کے سامنے آتی ہے۔ تو پھر اور ہی صورت پیدا ہو جاتی ہے"۔

"پرکاش" کی دیانت داری تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ اس نے الفضل میں شائع شدہ ایک فقرہ کو خواہ مخواہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ آپ نے نہ کسی تقریر میں اور نہ کسی تحریر میں وہ فقرہ فرمایا ہے۔ اگر "پرکاش" نے دیدہ دانستہ یہ حرکت نہیں کی۔ تو یہ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اس نے اعتراض کرنے کے شوق میں یہ بھی نہیں دیکھا۔ کہ جس بات پر وہ اعتراض کرنے لگا ہے۔ وہ کس نے بیان کی ہے۔ اور اندھا دھند اعتراض کر دیا۔

خلافت سے منقطع ہونیوالے

اصل بات یہ ہے۔ کہ الفضل کے ایک مضمون نگار نے خلافت سے وابستگی اور ہر بات میں خلیفہ کی اطاعت کرنے کی اہمیت ثابت کرتے ہوئے یہ بتایا۔ کہ بعض لوگوں نے جب بیعت کرنے کے بعد خلافت اور بیعت کی حقیقت کو نہ سمجھا۔ اور اپنی بعض ذاتی آراء پر قائم رہ کر خود پسندی و خود آرائی کا شکار ہو گئے۔ تو نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خلافت کی نعمت سے ہی محروم کر دیا۔ اور ان کے لئے اس سے استفادہ کا موقعہ باقی نہ رہا

معلوم نہیں۔ کہ "پرکاش" کی آنکھ کو اس میں یہ بات کیونکر نظر آ گئی۔ کہ "جب ملمع اتر جاتا ہے۔ اور مرزائیت اپنی برہنہ صورت میں لوگوں کے سامنے آتی ہے۔ تو پھر اور ہی صورت پیدا ہو جاتی ہے"۔ مضمون نگار تو یہ کہہ رہا ہے۔ کہ بعض وہ لوگ جنہوں نے دامن خلافت سے وابستگی کو مستحکم نہ کیا۔ احمدیت کا قریب سے نہ مطالعہ کیا۔ اور اپنی نفسانیت کو مار کر اپنے آپ کو اس میں جذب نہ ہونے دیا۔ وہ منقطع ہو گئے مگر "پرکاش" کہتا ہے۔ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مرزائیت کو برہنہ صورت میں دیکھا۔ اس لئے الگ ہو گئے۔ کسی چیز کو برہنہ صورت میں وہی دیکھ سکتا ہے۔ جو اس سے گہرا تعلق اور پوری وابستگی اختیار کرے۔ نہ کہ وہ لوگ جو محض نام کا تعلق پیدا کر کے اس سے پرے پرے رہیں۔ حتیٰ کہ واجب الاطاعت خلیفہ اور امام کے مقابلہ میں اپنی آراء کو مقدم رکھیں۔ ان کے لئے احمدیت کو اپنی اصلی صورت میں دیکھنے کا کونسا موقعہ ہو سکتا ہے اور کسی ایسے شخص کی علیحدگی پر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ احمدیت کو برہنہ شکل میں دیکھ کر الگ ہوا۔

قادیان آنے اور رہائش اختیار کرنے کی تحریک

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر احمدی کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ کہ وہ بار بار قادیان آنے کی کوشش کرے۔ نیز آپ نے قادیان کی رہائش کو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بتایا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمدیوں کو قادیان آنے اور یہاں رہائش اختیار کرنے کی بار بار تحریک کی جاتی ہے۔ ابھی چند ہی دن ہوئے اس بارے میں نظارت تعلیم و تربیت کا اعلان شائع ہو چکا ہے جس میں قادیان بار بار آنے کے متعدد فوائد بتا کر لکھا گیا۔ کہ

"ان عظیم الشان فوائد کے ہوتے ہوئے احباب کو چاہیئے کہ قادیان میں آنے کے مواقع کو کبھی ضائع نہ جانے دیا کریں اور کثرت کے ساتھ مرکز سلسلہ میں آ کر ان فوائد سے مستفید ہوں۔ جو انہیں قادیان کے سوا اور کسی جگہ میسر نہیں آ سکتے" (الفضل ۱۰ جون ۱۹۳۴ء)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے ذمہ وار ادارے اس بات کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ کہ ہر احمدی قادیان میں بار بار آئے۔ اور احمدیت کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرے۔ اور جس کے لئے ممکن ہو۔ وہ قادیان میں رہائش اختیار کرے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے افراد قادیان میں آتے رہتے۔ اور جس قدر انہیں موقعہ ملے۔ یہاں ٹھہرتے ہیں پھر ہزاروں ایسے ہیں۔ جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اور تمام دنیوی علائق کو قطع کر کے یہاں کے ہی ہو رہے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان کی آبادی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے کیا ملمع سازوں کا یہی طریق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ملمع سازی کی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس اگر کوئی شخص سلسلہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ احمدیت اپنی برہنہ صورت میں اسے نظر آ جاتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی بدقسمتی سے احمدیت کے متعلق صحیح واقفیت پیدا نہیں کرتا۔ احمدیت کی تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ اور احمدیت کی روح کو جذب نہیں کرتا۔ جس کی طرف اسے بار بار توجہ دلائی جاتی۔ اور جس کے متعلق اسے پوری پوری تاکید کی جاتی ہے۔

احمدیت سے نہیں آریہ سماج سے بغاوت

"پرکاش" نے "الفضل" کے محولہ بالا فقرہ کو "مرزائیت سے بغاوت" قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "نہ صرف بڑے مرزا کے زمانہ میں ہی صادق القول مسلمان آپ کو دھتا بتاتے تھے۔ بلکہ آج کل بھی جبکہ مرزائیوں نے شور و غوغا بلند کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملانا اپنا دستور بنا لیا ہے۔ بعض دیانتدار مسلمان مرزائیت سے کانوں پر ہاتھ رکھنے میں ہی نجات سمجھتے ہیں"۔

مگر ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ احمدیت سے صرف وہی شخص علیحدگی اختیار کر سکتا ہے۔ جو کسی دنیوی غرض کو پیش نظر رکھ کر احمدی کہلائے۔ اور احمدیت کی حقیقت سے کورا ہو۔ اگر کسی ایسے شخص کا جماعت احمدیہ سے منقطع ہو جانا احمدیت سے بغاوت ہے۔ تو پرکاش کا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے۔ جو آریہ سماج میں رہ کر آریہ کہلا کر آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہوتے ہوئے اور بڑے وروان کہلاتے ہوئے پنڈت دیانند جی کی ذات اور انکی پیش کردہ تعلیم کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے۔ اور ان کے سدھانتوں کو ویدوں کے ورودھ (خلاف) ثابت کرنے میں مصروف ہیں۔ آریہ سماجی اخبارات اور لیڈر اس مصیبت پر اس قدر چیختے چلاتے رہتے ہیں کہ کوئی حوالہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن "پرکاش" نے چونکہ اس طرف سے جانتے بوجھتے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ اس لئے ایک دو حوالے درج کئے جاتے ہیں

اخبار "آریہ گزٹ" جو آریہ پرتی ندھی سبھا کا آرگن ہے ۲۳ نومبر ۲۹ء

لکھتا ہے:۔

"ویدک دہرم آریوں کا پرچارک دھرم نہیں بنا۔ ویدک دھرم کا سروت سوکھ رہا ہے۔ بڑے بڑے آریہ سماجیوں کی اولاد آریہ سماج سے کوسوں دور ہے [illegible] سناتنی اور عیسائی بن کے مبلغ دوسروں کو پرچار کرنے کے لئے چاہئیں۔ مگر ہمیں آریوں کو آریہ بنائے رکھنے کے لئے اپدیشکوں کی ضرورت ہے۔"

آریہ سماج کے مشہور پرچارک مہاشہ چرنجی لال پریم لکھتے ہیں:۔

"مجھے چونکہ باہر سماجوں میں جانے کا موقعہ ملتا رہتا ہے اس لئے ان کی اوستھا کو دیکھ کر سخت رنج اور قلق ہوتا ہے کئی سماجوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ کئی نیم مردہ حالت میں سسک رہی ہیں۔ آج آریہ سماجوں کے ست سنگوں اور سالانہ جلسوں پر اکثر لیکچر ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا ویدک سدھانتوں سے کوئی دُور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ آریہ سماج میں ایسے دیکتی پیدا ہو رہے ہیں۔ جنکو آریہ سماج کے سدھانتوں پر وشواس نہیں۔" (آریہ ویر ۱۴ دسمبر ۱۹۳۱ء)

سوامی سرودانند صاحب کا ارشاد ملاحظہ ہو۔" افسوس ہے تو یہ کہ آریہ سماج کا پھول بن کھلے مرجھا رہا ہے۔ ہم رشی دیانند کے سدھانتوں کے ورودھ جانے کو ہی بڑاپن سمجھتے ہیں۔ یہ ہے رشی دیانند پر ہمارا وار۔" لالہ دیوی چند صاحب ایک مشہور آریہ لیڈر کی رائے بھی سن لیں۔" آریہ سماج کے وِدوانوں کو اس مشن کی صداقت پر شک ہو گیا ہے۔" مہتہ جیمنی داس صاحب ایک ذمہ وار آریہ فرماتے ہیں۔" آریہ سماج بعض باتوں میں پچاس برس کے عرصہ میں ہی سوامی جی کے اُدیش سے دُور جانے لگا ہے۔"

مرزائیت سے بغاوت یا پنڈت دیانند سے

یہ تحریرات جو محض مشتے نمونہ از خروارے کی مصداق ہیں پیش کر کے ہم "پرکاش" سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ کیا وہ اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھنے کی تکلیف گوارا کرے گا۔

"پرکاش" کا دوسرا اعتراض

۲۴ جون کے "الفضل" میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں آپ نے لکھا تھا۔ کہ" وہ مقدس انسان جس کو دنیا کا بدترین انسان سمجھا جاتا تھا۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس کا شن آکناف عالم میں پھیل گیا۔ اور روز افزوں ترقی پر ہے۔" اس کے متعلق "پرکاش" لکھتا ہے۔ کہ" کسی انسان کے پاس بھیڑوں کا ریوڑ بڑھ جانا کیسے ثابت کر سکتا ہے۔ کہ وہ دنیا کا مقدس انسان ہے۔ عین ممکن ہے۔ کہ اس کا کاروبار ایسی تجارتی لائنوں پر چلایا جا رہا ہو۔ جو کہ اخلاق کے نقطۂ نگاہ سے جائز شمار نہیں ہو سکتیں۔"

جماعت احمدیہ کے خلاف شور و شر کیسا

یہ تو صحیح ہے کہ" انسان کے پاس بھیڑوں کے ریوڑ کا بڑھ جانا" اس کے مقدس ہونے کی دلیل نہیں۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے۔ کہ اس کا کاروبار ایسی تجارتی لائنوں پر چلایا جارہا ہو۔ جو کہ اخلاق کے نقطۂ نگاہ سے جائز شمار نہیں ہو سکتیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کی جماعت کے خلاف اسے اس وقت تک پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے۔ کہ آپ کے ماننے والوں کی تعداد کا بڑھ جانا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کسی انسان کے پاس بھیڑوں کے ریوڑ کا بڑھ جانا۔ جماعت احمدیہ کو بھیڑوں کا ریوڑ قرار دینے سے "پرکاش" کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ یہ جاہلوں بے وقوفوں اور سادہ لوح انسانوں کی جماعت ہے۔ اگر آریہ سماجی جماعت احمدیہ کو واقعہ میں ایسا ہی سمجھتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آریہ سماجی اخبارات اپنا سب سے زیادہ زور اس کے خلاف لگا رہے۔ اور اپنی انتہائی کوشش اس کے مقابلہ میں صرف کر رہے ہیں اسی طرح قریباً سارے کا سارا آریہ پریس جماعت احمدیہ کے خلاف آتش زیر پا نظر آتا ہے کیا بھیڑوں کے ریوڑ کو دیکھ کر بھی کسی نے چیخ و پکار مچائی ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر آریوں کو اپنے گریبان میں مونہہ ڈالکر دیکھنا چاہیئے۔ کہ جس جماعت کو وہ بھیڑوں کا ریوڑ بتاتے ہیں۔ اس کے خلاف اس قدر شور و شر کا کیا مطلب

جماعت احمدیہ آریوں کی نظر میں

"پرکاش" اگر واقف کار آریوں سے ہی جماعت احمدیہ کی طاقت اور قوت کے متعلق دریافت کر لیتا۔ تو اسے معلوم ہو جاتا۔ کہ وہ کیا ہے۔ اس کے متعلق ذیل میں ایک دو شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ مہاشہ چرنجی لال پریم آریہ ویر ۲۰ ستمبر ۱۹۳۱ء میں لکھتے ہیں "قادیانیوں کی طرف سے ایک درجن کے قریب اخبار اور رسالے نکل رہے ہیں۔ جن میں آئے دن ویدک دھرم بھگوان دیانند اور آریہ سنستھا پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں۔ مرزائی لوگ ہمارے گرنتھوں کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے سرکردہ علماء محض اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ وہ دیگر مذاہب خصوصاً آریہ سماج کی مسلمہ کتب کا مطالعہ کریں۔ اور ان پر جو سخت سے سخت اعتراض کر سکتے ہیں۔ انہیں تیار کریں۔ یہ چند کام میں نے محض مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے افراد بھی اپنے طور پر اپنے مطالعہ کو وسیع کرنے اور اپنے کو دین کی تبلیغ کے لئے بہتر سے بہتر بنانے میں معروف رہتے ہیں۔" اخبار گورو گھنٹال ۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء لکھتا ہے۔" احمدی تحریک اب تک زندہ ہے اور آثار ایسے پائے جاتے ہیں۔ کہ یہ تحریک کافی دیر تک اسی طرح جاری رہے گی۔ اس کے فوراً تباہ ہو جانے کی کوئی امید سرِ دست نہیں۔ اس لئے کہ اس تحریک میں بعض وجوہات سے ایسے لوگ شامل ہو گئے ہیں۔ جو دل بھی رکھتے ہیں۔ اور دماغ بھی۔" اس قسم کی اور بھی بیسیوں تحریرات پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور بتایا جا سکتا ہے۔ کہ دنیا جماعت احمدیہ کو کیا سمجھ رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ دنیا کو کیا سمجھ رہی ہے:۔

تاریخ اسلام

حضرت عثمان رضؓ کے فضائل و مناقب

قبل ازیں بعض احادیث سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ اسی ضمن میں کچھ اور عرض کیا جاتا ہے:۔

مرہ بن کعبؓ کا بیان

حضرت مرہ بن کعبؓ کہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا۔ اور اسے بہت جلدی ظاہر ہونے والا بتایا۔ اسی حالت میں ایک شخص جس نے سر پر چادر اوڑھ رکھی تھی پاس سے گذرا۔ میں نے تو نہ پہچانا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس فتنہ و فساد کے وقت یہ شخص راہ راست پر ہوگا۔ مرہ بن کعبؓ کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں اٹھا۔ تا میں معلوم کروں۔ یہ کون شخص ہے۔ دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے۔ میں نے واپس آکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا آپ انہی کی نسبت فرما رہے تھے۔ آپ نے کہا ہاں انہی کی نسبت میں نے کہا ہے۔

عصمہ بن مالکؓ کی روایت

عصمہ بن مالکؓ کہتے ہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثومؓ نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کی اہلیہ تھیں۔ وفات پائی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ عثمانؓ کا کہیں نکاح کر دو۔ اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان کو دے دیتا۔ اور میں نے بغیر آسمانی وحی کے اپنی لڑکیوں کا نکاح ان سے نہیں کیا۔

خدا تعالےٰ کی تلوار

حضرت انسؓ راوی ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک عثمان زندہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ایک تلوار نیام میں بند ہے۔ مگر ان کے بعد قیامت تک بند نہ ہوگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سے یہ مراد تھی۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کے واقعہ شہادت کے بعد مسلمانوں میں باہمی جنگ و جدل اور کشت و خون شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ واقعات اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ان کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا۔ اور ان میں باہمی نفاق و شقاق ترقی کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ پھر دنیا میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک تغیر عظیم پیدا کیا۔ اور مسلمانوں کے اتحاد کا سامان مہیا کیا:۔

اہل بیت نبوی کی خدمت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ اہل بیت چار روز تک بھوکے رہے۔ انہیں کھانے کو کچھ نہ ملا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ تو فرمایا۔ کیا میرے بعد تم لوگوں کو کچھ کھانے کو ملا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہاں سے ملتا۔ خدا تعالیٰ نہ بھیجے تو اور کون بھیجنے والا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر باہر تشریف لے گئے۔ دن کے آخری حصہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ میں نے پہلے تو روک دینے کا قصد کیا۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے ان کو یہاں ہمارے لئے ہی بھیجا ہو۔ یہ خیال کر کے انہیں اندر بلا لیا۔ حضرت عثمان نے دریافت کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا اے میرے بیٹے چار دن سے چولہا نہیں سلگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تھے مگر شدت بھوک سے آپ کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ آپ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی رو پڑے اور عرض کیا اے ام المومنین۔ آپ نے اب تک مجھ سے ذکر کیوں نہ کیا۔ اور اگر مجھ سے ذکر نہ کیا تھا تو حضرت عبد الرحمن بن عوف اور ثابت بن قیس ایسے مالدار صحابہ موجود تھے۔ انہی سے ہی ذکر کر دیا ہوتا۔ یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ اور گھر میں جا کر بوریوں میں آٹا۔ گیہوں۔ کھجوریں بھر کر اور بکری اور تین سو درم نقد ایک تھیلی میں رکھ کر بھجوا دئے پھر خیال آیا کہ جنس خام کے تیار ہونے میں دیر لگے گی اور شدت بھوک سے سب پریشان ہیں۔ لہٰذا کچھ پکا ہوا کھانا بھی بھیجنا چاہیئے۔ اس خیال سے روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بافراط بھیج دیا۔ جب یہ سب کچھ پہنچ چکا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور فرمایا۔ عائشہ رضؓ کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ کھانے کو آیا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ گھر سے دعا مانگ کر نکلے تھے اور یہ بھی یقین ہے کہ خدا آپ کی دعا کو رد نہیں کیا کرتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ملا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے بتایا کہ اس قدر آٹا۔ اتنے گیہوں۔ اتنی کھجوریں۔ تین سو درم نقد۔ بکری۔ روٹیاں اور گوشت آیا ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت عثمان بن عفان نے بھیجا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ آپ مسجد میں تشریف لائے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ کہ خدایا میں عثمان سے راضی اور خوش ہوں۔ تو بھی اس سے راضی رہنا۔

محاصرین سے حضرت عثمانؓ کا خطاب

ثمامہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری ایام میں جب آپ کے مکان کا فتنہ پردازوں نے محاصرہ کیا۔ تو ایک دن آپ مکان کی چھت پر چڑھے اور مفسدوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو بئر رومہ کے سوا شیریں پانی کا اور کوئی کنواں نہ تھا۔ اور اس کنوئیں کا مالک ایک شخص مزنی نام تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا کہ کون ایسا ہے جو خدا کے واسطے چاہ رومہ خرید کر فی سبیل اللہ وقف کر دے۔ اور اس کی جزا میں جنت کا مستحق ہو۔ تب میں نے وہ کنواں اپنے ذاتی مال سے خرید کر وقف کر دیا۔ محاصرین نے باوجود اس کے کہ وہ آپ کے قتل کے درپے تھے اقرار کیا کہ یہ بالکل سچ ہے پھر آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں خدا اور اس کے دین کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب مسجد نبوی تنگ ہوئی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون مرد سخی ہے جو فلاں شخص کے مکان کو جو مسجد کے متصل ہے خرید کر مسجد میں ملا دے۔ خدا کے پاس اس کا بدلہ جنت ہوگا۔ پھر کیا یہ واقعہ نہیں۔ کہ میں نے وہ مکان خرید کر مسجد نبوی میں ملا دیا۔ محاصرین نے اقرار کیا کہ آپ درست کہتے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا۔ میں تمہیں خدا اور اس کے دین کی قسم دیتا ہوں۔ کہ کیا میں نے ہی جیش العسرہ کو اپنے مال سے جہاد کے لئے تیار نہیں کیا تھا۔ محاصرین نے اقرار کیا۔ کہ آپ نے ہی اسے جہاد کے۔ لئے ہر قسم کا سامان مہیا کیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا اور اس کے دین کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ ثبیر پر چڑھے۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ آپ کے ساتھ تھے۔ اور میں بھی تھا۔ ناگاہ زلزلہ آیا۔ اور پہاڑ کے کچھ پتھر لڑھک کر نیچے گر گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کو ایک ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔ اے ثبیر ٹھہر جا۔ کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ محاصرین نے اقرار کیا۔ کہ یہ روایت درست ہے آپ نے فرمایا۔ ان امور کے باوجود تم کیوں اپنے ارادوں سے باز نہیں آتے۔ اور کیوں میرے قتل کے درپے ہو۔

جنت کی بشارت

ابو موسیٰ اشعری رضؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغیچہ میں تشریف رکھتے تھے۔ دروازہ بند تھا اور میں بطور پہرہ دار دروازے پر کھڑا تھا۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو آنے والے کو آنے دو۔ اور اسے جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تھے۔ ان کے بعد دروازہ پھر بند کر دیا گیا۔ تو ایک اور شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو آنے والے کو آنے دو۔ اور اسے جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضؓ تھے۔ بعد ازاں ایک اور صاحب نے اندر آنے کی اجازت چاہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بھی جنت کی خوشخبری دو مگر ایک فتنہ میں شہید ہونے کے بعد دروازہ کھولا۔ تو وہ حضرت عثمان رضؓ تھے۔ میں نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ تو وہ خدا کا شکر بجا لائے اور کہا کہ اللہ المستعان۔ مصائب کے وقت ہمارا خدا ہمارا مددگار ہو۔

بنو مصطلق کی درخواست اور اس کا جواب

انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں۔ مجھے بنو مصطلق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ اور دریافت کیا کہ اگر آپ وفات پا جائیں تو ہم کس کو مالِ زکوٰت دیں۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر کو۔ انہوں نے کہا اگر ابوبکر صدیق بھی نہ ہوں تو پھر مال زکوٰۃ کس کے حوالہ کریں۔ فرمایا۔ عمر کے حوالے کرنا انہوں نے پوچھا اگر عمر بھی نہ ہوں۔ تو فرمایا عثمان کو دینا۔

حضرت عثمانؓ کا ایک رویاء

نائلہ رضؓ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ ان کی روایت ہے کہ جس روز حضرت عثمان شہید ہوئے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے سوئے اور پھر بیدار ہوئے اور فرمایا۔ میری قوم کے لوگ آج مجھے ضرور قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے حملوں سے بچائے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا۔ میں نے ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے تھے۔ آج شام کو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔

حضرت ابوہریرہؓ کا توشہ دان

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں ایک دفعہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کچھ کھجوریں لایا۔ اور عرض کیا کہ ان کھجوروں میں برکت کے واسطے دعا فرما دیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں مجھ سے لے کر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انہیں اپنے توشہ دان میں رکھو جس قدر ضرورت پیش آئے۔ ہاتھ ڈال کر نکال لینا۔ لیکن یاد رکھنا کھجوروں سے توشہ دان بالکل خالی نہ ہو۔ ابوہریرہ رضؓ کا بیان ہے میں نے وہ کھجوریں ایک چمڑہ کی تھیلی میں ڈال دیں۔ اور جب ضرورت ہوتی کھجوریں نکالتا اور کھاتا۔ یہاں تک کہ سیروں اور منوں کھجوریں نکال نکال کر خدا تعالیٰ کی راہ میں غریبوں اور محتاجوں کو دیں اور خود بھی کھائیں۔ مگر وہ کھجوریں ختم ہونے میں نہ آئیں۔ جس دن حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے۔ دفعتہً وہ کھجوریں ختم ہو گئیں۔ اس لئے حضرت ابوہریرہ رضؓ کا یہ مشہور شعر ہے کہ:۔ للناس ہم ولی الیوم ہمان ٭ ہم الجراب وہم الشیخ عثمان۔ یعنی آج کے دن لوگوں کو تو صرف ایک ہی غم ہے مگر مجھے دو غموں نے گھیر رکھا ہے۔ ایک تھیلی کا غم۔ اور دوسرا حضرت عثمان رضؓ

مذاہب غیر

ویدک دھرم اور فنون جنگ

سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بعض باتیں نہایت مزے کی لکھی ہیں۔ اس کتاب کے چھٹے باب میں آپ نے "راج دھرم یعنے قانون فرائض سلطنت" بیان کئے ہیں۔ اور اس طرح سیاسیات کی ٹانگ توڑنے لگ گئے ہیں۔ یہ حصہ مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے یوں تو سارے کا سارا ہی دلچسپ اور عجیب و غریب ویدک تعلیم کی مونہہ بولتی تصویر ہے۔ لیکن اس وقت صرف میدان جنگ میں صف بندی۔ دشمن سے مقابلہ اور اس کو مغلوب کرنے کے بعد اس کے ساتھ سلوک وغیرہ کے متعلق بعض باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

میدان جنگ میں صف بندی

راجہ کو ہدایات دیتے ہوئے سوامی جی ارشاد فرماتے ہیں "تمام ملازمان سرکاری کو جنگی فن سکھلائے۔ اور خود سیکھے۔ اور نیز رعایا کے لوگوں کو بھی سکھلاوے۔ جو بہادر لوگ کہ پہلے سیکھے ہوئے ہیں۔ وہی اچھی طرح لڑائی کرنا اور فوج کو لڑانا جانتے ہیں جب قواعد سکھلا دے۔ تو (۱) فوج کو سیدھی قطاروں میں چلاوے (۲) بشکل چھکڑا یعنے گاڑی کی طرح (۳) اس طور پر جیسے کہ سؤر ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے جاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی سب ملکر جھنڈ ہو جاتے ہیں۔ (۴) جیسے مگرمچھ پانی میں چلتے ہیں ویسے فوج کو بناوے۔ (۵) جیسے سوئی کا اگلا حصہ باریک پیچھے موٹا اور سوت اس سے موٹا ہوتا ہے۔ ویسے قواعد سے فوج کو بناوے (۶) جیسے نیل کنٹھ اوپر نیچے جھپٹ مارتا ہے۔ اسی طرح فوج کو بنا کر لڑاوے۔ جس طرف خوف پایا جائے۔ اسی طرف لشکر کو پھیلاوے سب فوج کے افسروں کو چاروں طرف رکھ کے "پدیم دیوہ" یعنے بشکل گل نیلوفر چاروں طرف فوجوں کو رکھے۔"

(ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم صفحہ ۱۸۵)

قطع نظر اس سے کہ صف بندی اور فوج کشی کی یہ تعلیم فنون جنگ کے لحاظ سے کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔ جن مثالوں سے اسے آراستہ کیا گیا ہے۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ یہ تعلیم دینے والے کی نگاہ چھکڑا گاڑی۔ سؤروں۔ مگرمچھوں۔ نیل کنٹھوں اور سوئی دھاگہ سے آگے نہیں بڑھی۔

مقابلہ کا طریق

صف بندی کے بعد دشمن سے مقابلہ کا موقعہ آتا ہے۔ اس کے لئے بھی بانی آریہ سماج نے جو حکیمانہ تعلیم دی ہے۔ اس کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ "اگر تھوڑے سے سپاہیوں سے بہتوں کے ساتھ جنگ کرنا ہو۔ تو یکجا کر کے لڑا دے۔ ضرورت پڑے۔ تو انہیں فوراً پھیلا دیوے۔ جب شہر۔ قلعہ یا دشمن کے لشکر میں داخل ہو کر لڑائی کرنی ہو۔ تو صف آرائی بشکل سوچیہ (مثلث △) خواہ بشکل بجر (گرز مـ) کے کر کے جیسے دو دھاری تلوار دونوں طرف کاٹ کرتی ہے۔ ویسے لڑائی کرتے جاویں اور داخل بھی ہوتے جاویں۔ علی ہذا القیاس مختلف قسم کی صف آرائی کر کے یعنی فوج کو مختلف طریقوں سے لڑاویں۔ اگر سامنے سے توپ یا بندوق چھوٹ رہی ہو۔ تو صف آرائی بشکل سانپ کے کر کے لیٹے لیٹے چلیں۔ جب توپوں کے پاس پہنچیں۔ مخالفین کو قتل یا گرفتار کر کے توپوں کا مونہہ دشمن کی طرف پھیر دیویں انہیں توپوں اور بندوق وغیرہ سے ان دشمنوں کو ماریں۔ بوڑھے آدمیوں کو توپوں کے منہ کے سامنے گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑاویں۔ اور ماریں۔ درمیان میں اچھے اچھے سوار رہیں۔ اور یکبارگی دھاوا کر کے اور دشمن کی فوج کو تتر بتر کر کے پکڑ لیویں خواہ بھگا دیویں۔" (ستیارتھ صفحہ ۱۸۶)

سوامی جی نے کیا ہی اعلےٰ درجہ کی جنگی قابلیت کا اظہار کیا ہے۔ اور دشمن کی توپوں اور بندوقوں کے حملے سے محفوظ رہنے کے لئے کیسا کامیاب طریق بتایا ہے۔ اس پر اگر عمل کیا جائے۔ تو دشمن کے پاس لاکھ توپیں و بندوقیں ہوں۔ آریہ سماجی فوج کو کوئی گزند نہ پہنچ سکے گی۔ کیونکہ وہ سانپ کی طرح لیٹ لیٹ کر چلنے لگے گی۔ اور توپوں کے پاس پہنچکر مخالفین کو قتل یا گرفتار کر کے توپوں کا مونہہ دشمن کی طرف پھیر دیگی۔ اور انہی توپوں اور بندوقوں سے دشمن کو مارنے لگ جائے گی اس کے متعلق یہ نہ پوچھیئے۔ کہ آریہ سماجی فوج دشمن کی توپوں کے پاس صحیح و سلامت پہنچ کیونکر جائے گی۔ اور نہ یہ دریافت کیجئے۔ کہ جب توپوں کے پاس پہنچکر مخالفین کو قتل یا گرفتار کرے گی۔ تو پھر دشمن کی توپوں و بندوقوں کا مونہہ کن کی طرف پھیر دے گی۔ اور کن کو مارنے لگ جائے گی۔ صرف یہ بات مدنظر رکھیئے۔ کہ آریہ سماجی فوج بالکل نہتی ہوگی۔ اور وہ "بشکل چھکڑا" یا "اس طور پر جیسے سؤر ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ جاتے ہیں۔" یا "جیسے مگرمچھ پانی میں چلتے ہیں۔" یا "جیسے نیل کنٹھ اوپر نیچے جھپٹ مارتا ہے۔" وغیرہ فنون جنگ سے کام لیتی ہوئی دشمن کی توپوں کے پاس پہنچ جائے گی۔ اور دشمن کی توپوں اور بندوقوں وغیرہ سے دشمن کو مارنا شروع کر دے گی۔ ورنہ اگر اس کے پاس اپنی توپیں اور بندوقیں وغیرہ ہوں۔ تو پھر وہ دشمن کی توپیں اور بندوقیں کیونکر استعمال کر سکتی ہے۔ اور دشمن تک پہنچنے۔ اس پر غلبہ پانے اور اسے قتل کر دینے کا جو طریق سوامی جی نے بتایا ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے کسی قسم کے اسلحہ کی ضرورت بھی کیا ہے۔ کیا سؤروں کے پاس کسی نے کبھی ہتھیار دیکھے ہیں۔ کیا مگرمچھوں کو کسی نے مسلح پایا ہے کیا کبھی نیل کنٹھ ہتھیار بند نظر آئے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر جس فوج کو ان کی طرح کام کرنا ہو۔ اسے ہتھیاروں کی کیا ضرورت ہے۔ کامیابی اس کے لئے لازمی ہوگی۔ اور فتح اس کی منتظر ہوگی۔ اسے ہتھیاروں کا بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ توپوں اور بندوقوں کی بوچھاڑ کے مقابلہ میں سانپ کی طرح لیٹے لیٹے جائے گی۔ اور توپوں کے پاس پہنچکر مخالفین کو قتل یا گرفتار کر کے ان کی توپوں کا مونہہ انہی کی طرف پھیر دیگی بس فیصلہ ہو جائے گا۔ اور فتح عظیم حاصل ہو جائے گی۔

مغلوب دشمنوں سے سلوک

سوامی دیانند جی نے ویدوں سے اخذ کر کے جب دشمن پر فتح پانے اور اسے گرفتار کر لینے کا یہ بے خطا طریق بتا دیا۔ تو اس کے بعد ضروری تھا۔ کہ گرفتار شدہ دشمنوں کے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق بھی ہدایات دیتے۔ چنانچہ انہوں نے اس طرف توجہ فرمائی۔ مگر حیرت انگیز امر یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے ان کی نظر بوڑھوں پر پڑی۔ حالانکہ بوڑھے جنگ کے لحاظ سے بہت کم نقصان رساں ہوتے ہیں۔ اور انسانیت چاہتی ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جائے۔ اور اسلام میں دوران جنگ میں دشمن بوڑھوں کی حفاظت کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ مگر ویدک دھرم کے سب سے بڑے نمائندہ سوامی دیانند جی کو اس بارے میں ویدوں کی جو تعلیم معلوم ہوئی ہے۔ اسے انہوں نے بایں الفاظ پیش کیا ہے۔ کہ "بوڑھے آدمیوں کو توپوں کے مونہہ کے سامنے گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑائیں۔ اور ماریں۔" بوڑھوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے توپوں کے مونہہ کے سامنے دوڑانے کی حکمت تو کوئی آریہ سماجی ہی بتلا سکتا ہے البتہ ہر انصاف پسند یہ کہیگا۔ کہ بوڑھوں کے متعلق یہ نہایت ظالمانہ حکم دیا گیا ہے۔

دشمن کو مغلوب کرنے کا ایک اور طریق

سوامی دیانند جی نے دشمن کو مغلوب کرنے کا ایک اور طریق بھی بتایا ہے۔ اور وہ یہ کہ "جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کے فراہمی کے لئے غور کیا کرے۔ دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لائے۔ اور چیتے کے مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کے مانند دور بھاگ جاوے اور بعد ازاں ان کو حکمت سے پکڑے۔" (ستیارتھ صفحہ ۱۷۶) مطلب یہ کہ انسان جسے اشرف المخلوقات سمجھا جاتا ہے۔ اسے ہر حیوانی خصلت اور عادت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور جب بگلے کا سا تصور کام آئے۔ نہ چیتے کی طرح چھپ کر حملہ کرنے میں کامیابی نظر آئے۔ تو پھر خرگوش کی مانند دور بھاگ جانا چاہیئے۔ ممکن ہے جب منوجی نے ویدوں کی یہ تعلیم پیش کی ہو۔ اس وقت خرگوش نہایت تیز رفتار جانور سمجھا جاتا ہو۔ لیکن اب تو بیچارے خرگوش کی کوئی حقیقت ہی باقی نہیں۔ اور شکاری اسے نسبتاً بہت آسانی [illegible]

زمیندار جماعتوں میں بیداری

جماعت احمدیہ چندر کے منگولے۔ اس جماعت نے اپنے پچھلے سال کا بجٹ تمام وکمال پورا ادا کردیا ہے۔ اور اس سال بھی حسب سالگذشتہ کے اپنے غلہ کی وصولی میں لگے ہیں۔ میاں سیف اللہ صاحب محصل یقین دلا گئے ہیں۔ کہ عنقریب اس فصل کی رقم بھیج دی جائے گی۔ جو دوست اس کام میں خاص دلچسپی لیتے ہیں۔ اور سعی و محنت سے وصولی میں مدد فرماتے ہیں۔ وہ چودہری غلام محمد صاحب امیر جماعت اور حاجی اللہ بخش صاحب سکرٹری مال ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جب کسی جماعت کے تمام افراد سے چندہ پورا وصول ہو جائے۔ تو اس جماعت کے تمام افراد ہی قابل شکریہ ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ سیدوالہ۔ یہ جماعت خدا کے فضل سے بہت پرانی اور بڑی جماعت ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے باہمی اختلاف نے اس جماعت کی قوت کو زائل کرنا شروع کردیا تھا اب قریشی امیر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال کے دورہ پر ان میں ایک خاص جوش اصلاح کا پیدا ہوا ہے۔ پہلے کثرت سے بقائے ہو گئے تھے۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ اس قدر بڑی رقم بقائے کی اور بڑی تعداد بقائے داروں کی کسی جماعت کے لئے تعریف کا موجب نہیں ہوسکتی۔ مگر انسپکٹر صاحب موصوف نے بقایوں کے حساب کو خود چیک بھی کیا۔ اور تحصیل کے کام کو زیادہ باقاعدہ بنانے کے لئے سکرٹری مال کے ساتھ ایک معاون بھی زائد مقرر کرایا۔ چنانچہ اب امید ہے۔ کہ دوست جلد بقایا کی رقم وصول کرکے جماعت کو جیسی کہ اس کی شان ہے۔ باقاعدہ بنالیں گے۔ وباللہ التوفیق واللہ المستعان

جماعت ہائے احمدیہ علاقہ ریاست پونچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پونچھ کے علاقہ کی جماعتوں کی رپورٹ جو حال میں موصول ہوئی ہے۔ نہایت ہی خوشکن ہے۔ ہر جگہ کے کارکنوں نے ہمارے مبلغ مولوی محمد حسین صاحب کے سامنے بڑے وثوق سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہم خدا کے فضل سے چندہ کے کام کو بڑی تندہی سے سرانجام دیں گے۔ نیز اقرار کیا۔ کہ آپ کی تقریر کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہم اب اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہیں۔ کہ چندہ باقاعدہ ادا کرنا ہم پر واجبی فرض ہے۔ اور ہم کو وقت پر ادا کرنا لازم ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی زمین میں ایک دانہ ڈالکر جب ہم بہت سے دانے حاصل کرلیتے ہیں۔ تو کیا براہ راست اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اخلاص سے خرچ کیا ہؤا روپیہ ضائع ہوسکتا ہے۔ اور ہم کو خسارہ ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ غرض اس طرح موضع بھابڑہ گھنڈی، سلواہ، چارکوٹ، منکوٹ سب جماعتوں کے عہدہ دار صاحبان و دیگر احمدیوں میں چندہ کی اہمیت اور اس کے بروقت باشرح ادا کرنے کی ضرورت اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے ان نیک ارادوں کو اعمال صالحہ کے نیک ثمرات سے مالامال فرمائے۔ ناظر بیت المال قادیان

کلکتہ میں تبلیغ احمدیت

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں "انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ" کے مناظرہ سے فرار کی داستان چھپ چکی ہے۔ انجمن مذکور کے سکرٹری صاحب نے الفضل میں اپنے فرار کا اعلان پڑھکر ایک مقامی اخبار میں نیز ایک اشتہار کے ذریعہ پھر مناظرہ کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ مگر جلد ہی ان کو اپنی کمزوری اور غلطی کا ناخوشگوار نتیجہ بھگتنا پڑا۔ ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے انجمن مذکور کے ایک معزز رکن کی تجویز کے مطابق ان کے ہاں تصفیہ شرائط کے لئے پہنچ گئے۔ لیکن چونکہ ان کی غرض مناظرہ کرنا نہیں تھی۔ بلکہ غلط پروپیگنڈا کرنا تھی۔ اس لئے سارے دن میں بمشکل ۳-۴ امور کا فیصلہ ہوسکا۔ اس سلسلہ میں ایک لطیفہ قابل ذکر ہے۔ مولوی عبد الحئی صاحب امرتسری جو فریق مخالف کے نمائندہ تھے۔ اس بات پر اڑ گئے۔ کہ شرائط کا عنوان "شرائط مناظرہ مابین انجمن احمدیہ کلکتہ و انجمن تبلیغ الاسلام ایضاً" کی بجائے "مناظرہ مابین جماعت احمدیہ کلکتہ و انجمن تبلیغ الاسلام ایضاً" لکھا جائے۔ ہم نے کئی بار سمجھایا۔ کہ صاحب یہ مناظرہ نہیں۔ بلکہ شرائط مناظرہ کا کاغذ ہے۔ مگر ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ خود غیر احمدی معززین بھی مولوی صاحب کی اس ضد سے انگشت بدنداں ہوگئے۔

غیر احمدیوں کا مناظرہ سے فرار

ہم اس سے پہلی رپورٹ میں بتا چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے معقول دلائل کی بناء پر تحریری و تقریری مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی گئی تھی۔ مگر غیر احمدی اصحاب نے تحریری مناظرہ سے کھلا کھلا گریز کیا لہذا اب کے اتمام حجت کے طور پر ہم نے تقریری مناظرہ ہی قبول کرلیا۔ اور اس طرح ان کے لئے فرار کی آخری راہ بھی بند کردی۔ لیکن جب باقی شرائط کا فیصلہ کرنے کے لئے ہم دوسرے دن ان کے مکان پر پہنچے۔ تو لاینحل شرائط کی آڑ میں وہ بھی منحرف ہوگئے۔

مخالفین کی طرف سے تشدد

اس پر ہم نے ایک معزز غیر احمدی کی وساطت سے ایک دفعہ پھر اتمام حجت کی غرض سے غیر احمدی نمائندوں کو تصفیہ شرائط کے لئے توجہ دلائی۔ مگر بے سود آخر ہم نے ایک پمفلٹ کے ذریعہ انجمن تبلیغ الاسلام کے فرار کا اعلان کردیا ہمیں خیال تھا۔ کہ اس اعلان کو پڑھکر مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہ مناظرہ پر آمادہ ہوسکیں گے۔ لیکن غیر احمدیوں نے بعض نومبایعین پر بیجا سختی شروع کردی۔ ان کو ڈرانا دھمکانا اور ارتداد کے لئے مجبور کرنا اپنا پیشہ بنالیا۔ راہ چلتے احمدیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ گندے اشتہارات شائع کئے جاتے چھوٹے چھوٹے کاغذوں پر سوقیانہ اشعار لکھکر احمدیوں کی دکانوں اور مکانوں میں پھینکے جاتے ہیں۔ محلہ وار مختلف مقامات پر دلآزار لیکچر کرائے جاتے ہیں۔ مگر ان تمام حالات کے باوجود احمدی نہایت پر امن طریق سے مصروف تبلیغ ہیں۔

اہل تشیع کو مشتعل کرنے کی ناکام کوشش

اسی ضمن میں اہل تشیع کو ہمارے خلاف اکسانے کے خیال سے غیر احمدیوں نے ان کے مکان پر ایک لیکچر بعنوان "اہلبیت کرام اور مرزا صاحب کے خیالات فاسدہ" کرایا۔ ہم نے عین وقت پر ایک اشتہار شائع کردیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ خیالات و عقائد دربارہ اہلبیت کرام اور بالمقابل غیر احمدی علماء کے خیالات اہلبیت کے متعلق نیز ان اعتراضات کے جواب نہایت عمدگی کے ساتھ درج کر دیئے گئے جو غیر احمدی مولوی حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض تحریرات پر کیا کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ بہت سے شیعہ احباب ہماری انجمن میں تشریف لائے اور قریباً ۲ بجے شب تک ہماری تقاریر سنتے۔ اور تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

تبلیغی لٹریچر

اس وقت تک جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے پانچ قسم کے مختلف تبلیغی اشتہارات و ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں۔ جنکی مجموعی تعداد ۲۰ ہزار ہے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے ایک نہایت گندہ اشتہار نکلا تھا۔ جس کے جواب میں ہماری طرف سے ۱۲ صفحہ کا ایک ٹریکٹ بعنوان "اظہار صداقت" ۵ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ جس میں غیر احمدیوں کے اعتراضات کے نہایت مفصل اور شائستہ جوابات دیئے گئے ہیں۔

درس اور تقریریں

روزانہ درس قرآن کریم کے علاوہ ہر ہفتہ اتوار کے دن مولوی محمد سلیم صاحب انجمن احمدیہ کے ہال میں مختلف مضامین پر تقریریں کرتے ہیں۔ بعد ازاں سوالات کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ جو بسا اوقات دو دو بجے شب تک جاری رہتے ہیں۔ ایک دن ہمارے جلسہ کے اندر تقریر کے دوران میں ایک غیر احمدی نے مولوی صاحب کو گندی گالیاں دیں۔ مگر مولوی صاحب نے نہایت تحمل سے کام لیا۔ اس پر بعض غیر احمدی اصحاب نے اپنے ساتھی کو خوب ڈانٹا

سیرت النبیؐ کے جلسہ میں تقریر

۲۸ جون ۱۹۳۴ء کو خلافت کمیٹی کی طرف سے سیرۃ النبیؐ کا جلسہ ہؤا۔ جس میں دیگر ارکان جماعت احمدیہ کے علاوہ مولوی محمد سلیم صاحب بھی مدعو تھے۔ آپ کو تقریر کے لئے وقت تھوڑا دیا گیا تھا۔ مگر اس قلیل وقت میں بھی آپ نے کلکتہ ایسے شہر کے وسیع ٹاؤن ہال میں ہزاروں کے مجمع کو جسطرح مسحور کیا۔ اس کا صحیح اندازہ نظارہ سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ تقریر کے اختتام پر بعض غیر احمدیوں نے بڑے اصرار کے ساتھ مولانا کو اپنے محلہ میں تقریر کے لئے کہا جسے قبول کر لیا گیا۔ خاکسار محمد حسین خان سکرٹری تبلیغ

جماعت احمدیہ انبالہ کا جلسہ

جماعت احمدیہ انبالہ شہر کا جلسہ ۷ جولائی بوقت دس بجے شب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت شیخ عبدالغنی صاحب احمدی منعقد ہوا۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ سامانہ نے "خصوصیات اسلام" پر عمدہ تقریر کی۔

دوسرا اجلاس ۸ جولائی منعقد ہوا۔ اس دن مولوی صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ کے متعلق ایک مفصل و مدلل تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کا موقع دیا گیا۔ غیر احمدیوں میں سے بعض نے اعتراضات کئے۔ جن کے جواب مولوی صاحب نے دئے۔

تیسرا اجلاس حسب معمول مسجد احمدیہ میں ۹ جولائی کو منعقد ہوا۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے امکان نبوت پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔

تقریر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک مناظرہ ہوتا رہا۔ آخر ایک حاجی صاحب نے اعلان کیا کہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں وہ بالکل بودے اور فضول ہوتے ہیں۔ اور ہمیں سخت شرمندہ کیا گیا ہے۔ (نامہ نگار)

جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کی قرار دادیں

جماعت ہائے صوبہ سرحد نے اپنے ایبٹ آباد کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو حسب ذیل قرار دادیں متفقہ طور پر پاس کیں:-

(۱) صوبہ سرحد کے احمدی اس بات کو نہایت افسوس کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ کہ میونسپل کمیٹی ایبٹ آباد مجوزہ مسجد احمدیہ کی تعمیر میں روکاوٹیں ڈال رہی ہے۔ کمیٹی ایک دفعہ تعمیر کی درخواست کو بالکل نامنظور کر چکی ہے۔ احمدی ریونیو کمشنر صاحب بہادر پشاور کے بے حد ممنون ہیں جنہوں نے کمیٹی کے آرڈر کو منسوخ کر کے اپیل منظور کر لی ہے۔ ہم احمدی اس امر پر سخت حیران ہیں کہ ضروری منظوری کے باوجود کمیٹی بلا ضرورت خط و کتابت کر کے اس بارہ میں تاخیر کر رہی ہے۔ (۲) یہ مجمع ہز ایکسی لنسی گورنر صوبہ سرحد سے پُر زور اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاص اختیارات کو استعمال میں لا کر ضروری منظوری عطا کریں۔ (۳) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول ہز ایکسی لنسی گورنر صوبہ سرحد۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ہزارہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ۔ پریذیڈنٹ صاحب پراونشل انجمن احمدیہ پشاور اور پریس کو بھیجی جائیں۔

(خاکسار:- فیروز الدین جنرل سکرٹری ایبٹ آباد)

امیدواران ملازمت کو اطلاع

جن امیدواران نے بموجب اعلان اخبار الفضل مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۴ء اپنی درخواستیں برائے کلرکی دفتر امور عامہ میں ارسال کی تھیں۔ ان کی درخواستیں افسر مجاز کو بھیجدی گئی ہیں۔ وہ انکی منظوری یا عدم منظوری سے خود بخود اطلاع دیں گے درخواست کنندگان مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ضرورت ہے

ایک جگہ ماہر انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو دوست یہ کام جانتے ہوں۔ اور ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں معہ نقول سارٹیفکیٹ پتہ ذیل پر فوراً بھجوا دیں۔ مستری محمد حسین صاحب فٹر انجن۔ بنگلہ نہر چیچو کی ملیاں ضلع شیخوپورہ۔ (ناظر امور عامہ)

خریداران الفضل جن کو وی پی ہونگے

مفصلہ ذیل فہرست اسماء ان خریداران الفضل کی ہے۔ جن کا چندہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۴ء سے ۱۵ اگست ۱۹۳۴ء کے مابین کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ وہ مہربانی فرما کر اپنا اپنا چندہ چار اگست ۱۹۳۴ء سے پہلے پہلے بذریعہ منی آرڈر یا محاسب صدر انجمن یا دستی بھیج دیں۔ ورنہ حسب معمول وی پی ہونگے۔ جن کو وصول فرما کر شکر گزار بنائیں گے۔ (مینجر)

نمبر خریداری	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۵۷	سید صادق حسین صاحب	۲۶۵	چوہدری غلام محمد صاحب	۶۸۳	شیخ محمد امین فضل کریم
۹۷	حاجی عبدالعظیم صاحب	۲۹۱	ملک سردار خان صاحب	۷۰۱	کریم بخش صاحب
۱۶۱	پیر حاجی احمد صاحب	۲۹۴	ای کو یا کٹی	۸۱۷	سید فخر الاسلام صاحب
		۳۲۵	ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب	۹۲۷	بابو علی عبداللہ صاحب

۱۶۰۶ ڈاکٹر احمد سعید صاحب
۱۶۷۱ عبدالغفار صاحب
۱۷۰۹ ماسٹر بشیر علی صاحب
۱۷۱۷ چوہدری بشارت علی خانصاحب
۲۰۱۲ حافظ عبدالجلیل صاحب
۲۱۶۰ میاں محمد ابراہیم صاحب
۲۲۰۵ چوہدری محمد حیات خانصاحب
۲۲۵۷ ڈاکٹر محمد شفیع صاحب
۲۳۲۹ بابو نصیر احمد صاحب
۲۴۴۰ قریشی عبدالحمید صاحب
۲۷۲۳ چوہدری اللہ دتہ صاحب
۲۷۸۸ چوہدری فضل احمد صاحب
۲۷۷۱ ملک صاحب خانصاحب نون
۲۹۵۵ محمد رفیق صاحب
۲۹۸۵ چوہدری غلام نبی صاحب
۳۳۲۱ جناب غلام احمد صاحب
۳۳۲۷ غلام قادر صاحب
۳۳۹۹ صوفی فضل الٰہی صاحب
۳۴۳۴ چراغ الدین صاحب
۳۴۸۳ چوہدری نعمت اللہ خانصاحب
۳۷۰۸ ناصر الدین صاحب
۳۷۵۹ بابو شمس الدین صاحب
۴۰۰۸ ماسٹر فتح محمد صاحب
۴۱۸۹ بابو فضل الٰہی صاحب
۴۳۰۲ ملک سلطان محمد خانصاحب
۴۴۲۳ مسٹر کریم بخش صاحب
۴۸۰۰ ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب
۴۸۲۳ ایم شرف الدین صاحب
۴۸۲۹ محمد حسین صاحب
۴۸۶۰ امام بخش صاحب
۴۹۷۵ ایم عبدالرحیم صاحب
۵۱۹۱ شیر محمد صاحب
۵۲۳۱ چوہدری محمد بخش صاحب
۵۳۰۴ غلام مرتضیٰ صاحب
۵۳۳۰ چوہدری سردار خانصاحب
۵۳۸۸ محمد الدین احمد صاحب
۵۶۱۲ ملا کرم الٰہی صاحب
۵۸۳۴ ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب
۵۸۳۹ بابو محمد خان صاحب

۵۸۶۵ محمد بدر علی صاحب
۶۲۱۱ عبدالقیوم صاحب
۶۳۲۱ محمد عالم صاحب
۶۴۲۶ چوہدری غلام محمد صاحب
۶۴۷۲ اے جی ناصر صاحب
۶۴۸۳ شیخ محمد صدیق صاحب
۶۷۲۶ حبیب الرحمٰن صاحب
۶۸۳۸ مہر الدین صاحب
۶۸۸۰ محمد الیاس صاحب
۶۸۸۱ ننھے خان صاحب
۶۹۱۶ امیر محمد صاحب
۷۱۲۸ مستری غلام رسول صاحب
۷۱۴۷ محمد حیات صاحب
۷۱۵۰ چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۲۴۰ چوہدری سردار احمد صاحب
۷۲۵۷ بنت احمد خان صاحب
۷۲۸۵ سلطان احمد صاحب
۷۳۰۷ محمد علی صاحب احمدی
۷۳۹۴ صلاح الدین خلعت
ملک نواب الدین صاحب
۷۵۰۵ میجر فضل الدین صاحب
۷۵۸۹ شیخ رحمت اللہ صاحب
۷۷۴۰ سید ضیاء الحق صاحب
۷۷۴۵ ایم ایم سلیم صاحب
۷۹۱۱ مستری محبوب عالم صاحب
۷۹۱۷ چوہدری غلام حسین صاحب
۷۹۲۰ مخدوم محمد افضل صاحب
۷۹۲۸ سید سعید احمد صاحب
۷۹۷۵ مولوی محمد عبداللہ صاحب
۷۹۸۰ شیخ محمد عبداللہ صاحب
۸۰۲۰ محمد عبدالعزیز صاحب
۸۰۴۲ محمد کٹی صاحب
۸۰۷۵ رشید احمد صاحب
۸۱۶۵ بابو غلام محمد صاحب
۸۲۲۹ چوہدری نور محمد صاحب
عبدالعزیز صاحب
۸۳۸ محمد بخش صاحب
۸۳۸۳ غلام نبی صاحب
۸۳۱۳ مستری محمد صادق صاحب

۸۳۲۷ حکیم میر سعادت علی صاحب
۸۳۳۰ محمد الدین صاحب
۸۳۳۴ فضل الرحمٰن صاحب
۸۳۳۷ خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب
۸۳۳۹ کے ایم یوسف صاحب
۸۳۴۸ کریم بخش صاحب
۸۳۵۳ ماسٹر کالے خانصاحب
۸۳۸۵ بابو مہر الٰہی صاحب
۸۴۰۷ محمد حبیب علی خانصاحب
۸۴۵۸ سید محمد مقصود علی شاہ صاحب
۸۴۹۵ مرزا محمد شفیع صاحب
۸۵۳۰ چوہدری محمد جعفر صاحب
۸۵۴۹ فرزند علی شاہ صاحب
۸۶۰۳ عبدالعزیز صاحب
۸۷۲۹ رحمت خان صاحب
۸۷۳۰ صلاح الدین احمد صاحب
۸۷۴۴ محمد صدیق احمد صاحب
۸۷۷۵ عباس علی شاہ صاحب
۸۸۴۶ سید فیاض الدین صاحب
۸۸۶۱ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
۸۸۶۴ چوہدری علی احمد صاحب
۸۸۶۶ ولی محمد صاحب
۸۸۷۰ اللہ دتہ صاحب
۸۸۸۱ چوہدری غلام محمد صاحب
۸۸۸۷ چوہدری عاشق محمد خانصاحب
۸۸۹۰ محمد شفیع خان صاحب
۸۸۹۴ ایم عبدالعزیز صاحب
۸۹۰۷ عبدالغنی عبدالرزاق
۸۹۴۶ شیخ کرم الدین صاحب
۹۰۴۴ سردار خان صاحب
۹۰۴۸ منشی غلام محی الدین صاحب
۹۰۶۱ محمد ابراہیم صاحب
۹۰۶۹ محمد صادق صاحب
۹۰۷۷ سید حسام الدین صاحب
۹۱۵۸ سیٹھ خیر الدین احمد صاحب
۹۱۶۱ حسین بخش صاحب
۹۱۶۳ سید محمد افضل شاہ صاحب
۹۱۷۰ خادم علی صاحب
۹۱۷۱ آئی۔ ایس عبدالقادر صاحب

۹۱۸۰ سکرٹری انجمن احمدیہ کنجاہ
۹۱۸۲ انعام اللہ صاحب
۹۱۹۲ حاجی جلال الدین صاحب
۹۲۰۰ سید عباس حسین صاحب
۹۲۱۹ احمد سعدی صاحب
۹۲۲۶ حاجی محمد صاحب
۹۲۳۷ حاجی بلاول صاحب
۹۲۴۰ سید محمد زمان شاہ صاحب
۹۲۴۷ بابو عطاء اللہ صاحب
۹۲۵۳ ماسٹر محمد طفیل صاحب
۹۲۸۴ محمود احمد شاہ صاحب
۹۲۹۴ محمد اسمٰعیل صاحب
۹۳۰۹ قمر الدین صاحب
۹۳۴۴ منشی محمد عبداللہ خانصاحب
۹۳۵۱ بابو شکر الٰہی صاحب
۹۴۲۱ احمد جان صاحب
۹۴۲۲ عبداللہ خان صاحب
۹۴۳۲ سکرٹری انجمن احمدیہ
۹۴۲۵ شیخ محمد اسحٰق صاحب
۹۴۳۷ فیروز الدین صاحب
۹۴۴۳ محمد صاحب حکیم
۹۴۴۵ چوہدری برکت علی صاحب
۹۴۵۲ غلام قادر صاحب
۹۴۷۵ محمدی بیگم صاحبہ
۹۵۱۰ عبدالغنی صاحب گلاس ورکس
۹۵۳۲ رشید احمد صاحب
۹۵۴۵ فیروز الدین صاحب
۹۵۵۴ مرزا رشید احمد صاحب
۹۵۹۸ سید تاج حسین صاحب
۹۵۱۵ ڈاکٹر عطا محمد صاحب
۹۶۳۲ محمد یعقوب خانصاحب
۹۶۵۳ حافظ فیض محمد صاحب
۹۶۵۶ احمد اے گل صاحب
۹۶۵۹ کرم الٰہی صاحب
۹۶۶۴ حوالدار جھنڈے خان
۹۶۶۸ قاضی حفیظ اللہ صاحب
۹۶۶۹ میاں اللہ رکھا صاحب
۹۶۷۴ چوہدری محمد عبداللہ صاحب
۹۶۸۴ ملک عزیز محمد صاحب
۹۶۸۹ سکرٹری جماعت احمدیہ

۹۷۲۹ گلاب الدین صاحب
۹۷۴۳ فقیر اللہ صاحب
۹۷۴۴ عبداللہ صاحب
۹۷۷۳ عطا محمد صاحب نمبردار
۹۸۰۳ رسول شاہ صاحب
۹۸۵۱ محمد مراد صاحب
۹۸۹۳ منشی کرم الدین صاحب
۹۹۰۵ ایس کے عبدالرزاق صاحب
۹۹۱۳ اللہ داد صاحب
۹۹۱۴ محمد حسین صاحب
۹۹۱۸ فیروز محمد صاحب
۹۹۲۲ محمد شریف محمد بشیر صاحب
۹۹۲۳ سید محمد ہاشم صاحب
۹۹۲۶ خواجہ محمد صدیق صاحب
۹۹۲۸ محمد عباس صاحب
۹۹۲۹ بابو عبدالغنی صاحب
۹۹۳۰ مرزا غلام رسول صاحب
۹۹۴۱ غلام قادر صاحب
۹۹۵۹ قمر الدین صاحب
۹۹۹۳ چوہدری عبدالجلیل صاحب
۹۹۴۴ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۰۰۸ مولوی رحمت اللہ صاحب
۱۰۰۹۳ مرزا مراد بیگ صاحب
۱۰۰۳۱ قاضی عمر الدین صاحب
۱۰۰۴۲ شیخ صدیق احمد خان صاحب
۱۰۰۴۸ اہلیہ صاحبہ محمد عبداللہ صاحب
۱۰۰۵۲ ولی محمد صاحب
۱۰۰۵۹ منشی عبدالحق صاحب
۱۰۰۶۱ شاہ شکیل احمد صاحب
۱۰۱۵۵ نصیر احمد صاحب
۱۰۱۵۸ اللہ دتہ صاحب
۱۰۱۶۱ محمد عثمان صاحب
۱۰۱۶۲ سید محمد حسین صاحب

۱۰۱۶۵ عبدالرحمٰن صاحب
۱۰۱۷۰ چوہدری محمد خان صاحب
۱۰۱۷۱ محمد عبدالرزاق صاحب
۱۰۱۷۳ مولوی محمد شریف صاحب
۱۰۱۷۴ مبارک دین صاحب
۱۰۱۸۰ ابو اختر صاحب
۱۰۱۸۱ خورشید احمد صاحب
۱۰۱۸۴ چوہدری محمد شریف احمد
۱۰۱۸۸ بابو محمد انور صاحب
۱۰۱۸۹ میاں نصیر احمد صاحب
۱۰۱۹۳ ڈاکٹر ایف اے بشیری
۱۰۱۹۴ مبارک احمد صاحب
۱۰۱۹۵ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب
۱۰۱۹۷ چوہدری محمد حسین صاحب
۱۰۱۹۸ چوہدری فتح محمد صاحب
۱۰۲۰۴ کرم الدین صاحب
۱۰۲۰۵ محمد عبدالعزیز صاحب
۱۰۲۰۷ شیخ محمد خورشید خانصاحب
۱۰۲۲۱ بابو فضل احمد صاحب
۱۰۲۴۲ قاضی کلیم الدین صاحب
۱۰۲۶۱ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب
۱۰۲۸۶ شیخ فتح محمد صاحب
۱۰۲۸۸ ثناء اللہ صاحب
۱۰۲۹۹ محمد الدین صاحب
۱۰۳۰۲ حافظ محمد ابراہیم صاحب
۱۰۳۰۴ یگانہ محمد اسحٰق صاحب
۱۰۳۰۵ اصغر خان صاحب
۱۰۳۱۰ غلام حسین صاحب
۱۰۳۱۲ عبدالستار صاحب
۱۰۳۱۵ سی نصیر صاحب
۱۰۳۱۷ مستری غلام احمد صاحب
۱۰۳۲۲ نور محمد صاحب
۱۰۳۲۴ محمد شمس الدین صاحب
۱۰۳۴۲ مرزا غلام حسین صاحب

ضروری گذارش

احباب کو نہ صرف خود وی پی وصول کرنا چاہیے۔ بلکہ دوسرے اصحاب کو بھی اخبار کی خریداری کی تحریک کرنی چاہیے۔ خاص کر نئے احمدیوں کو ضرور خریدار بنانا چاہیے تاکہ سلسلہ کے متعلق انکی واقفیت بڑھ سکے۔ اور تعلق مضبوط ہو۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی چار روزہ قیام کے بعد ۱۷ جولائی ۱۹۳۴ء کو لاہور سے بعزم کلکتہ روانہ ہو گئے۔ اس عرصہ میں آپ نے پنجاب سے ۵۵ ہزار ۴۱ ۵ روپیہ بارہ آنے ساڑھے چار پائی چندہ جمع کیا۔ جو شخص بھی آپ سے ملنے آتا۔ آپ پہلے اس سے یہی بات کرتے۔ کہ روپیہ لاؤ۔

گاندھی جی کی دوران قیام لاہور میں روزانہ خوراک کا پروگرام یہ تھا۔ صبح ۴ بجے آپ نصف سیر گرم پانی میں چھ چمچے خالص شہد اور بیس گرین سوڈا بائی کارب ملا کر پیتے۔ ۵½ بجے آدھ سیر بکری کا دودھ اور آدھ سیر تازہ انگور کھاتے ۸½ بجے نصف سیر گرم پانی میں سوڈا بائی کارب ملا کر اور اس میں چھ چمچے شہد ڈال کر پی لیتے۔ ۱۰½ بجے آدھ سیر سبزی آدھ سیر آم کا رس اور دو چھٹانک انگور۔ شام کو ۵½ بجے آدھ سیر سبزی آدھ سیر آم کا رس اور آدھ سیر تازہ انگور استعمال کرتے۔ بکری کا دودھ غالباً اس کے علاوہ ہوگا

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۷ جولائی کو صدر نے اعلان کیا کہ مندر پرویشن بل کے متعلق ۲۶۲ درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ بعض سوالات کے جوابات کے بعد مسودہ کار خانجات پر بحث شروع ہوئی۔ ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا۔ کہ تجارت کو بمبئی سے کاٹھیاواڑ کی ایک بندرگاہ میں منتقل کرنے کے مسئلہ پر حکومت غور کر رہی ہے۔

کلکتہ سے ۱۷ جولائی کی خبر ہے۔ کہ دو نوجوانوں نے مسلسل سائیکل چلانے کا مقابلہ کیا۔ ایک ۵۳ گھنٹہ ۱۱ منٹ اور تیس سیکنڈ مسلسل چلاتا رہا۔ اور اس عرصہ میں ۳۴۴ میل کا سفر طے کیا۔ لیکن دوسرے نے ۵۱ گھنٹہ ۵۳ منٹ تک سائیکل چلائی۔ اور ۳۵۴ میل کی مسافت طے کی۔

اعلیٰحضرت حضور نظام کے انگلستان تشریف لے جانے کی جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ حیدرآباد دکن سے ۱۷ جولائی کو ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع کے مطابق بالکل بے بنیاد ہے۔

دارالعوام میں ۱۶ جولائی کو ایک لیبر ممبر نے اس بات پر زور دیا کہ چونکہ ہندوستان کے سیاسی حالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس لئے پنڈت جواہر لال کی سزا میں تخفیف کر دی جائے۔ وزیر ہند نے جواباً کہا کہ پنڈت نہرو کو چونکہ سول نافرمانی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ تین باغیانہ تقریریں کرنے کی وجہ سے سزا دی گئی ہے۔ اس لئے ان کی سزا میں تخفیف ممکن نہیں۔

بنگلور سے ۱۶ جولائی کی خبر ہے کہ جدید طبی اصول کے مطابق بچوں کے ہسپتال کی تعمیر کے لئے مسٹر سری نواس نے جو ایک مشہور سوداگر ہیں۔ ۵۰ ہزار روپیہ دان دیا ہے۔

راولپنڈی میونسپلٹی نے بابو راجندر پرشاد زلزلہ فنڈ اور وائسرائے زلزلہ فنڈ ہر دو میں ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپیہ دینے کی قرارداد منظور کی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے وائسرائے فنڈ میں تو ۷۵۰ روپیہ دینے کی منظوری دیدی۔ لیکن راجندر پرشاد فنڈ کے لئے کوئی رقم منظور نہ کی۔ اب میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ وائسرائے فنڈ میں بھی کچھ نہ دیگی۔

جلیبی گنج (سلہٹ) سے ۱۷ جولائی کی اطلاع ہے کہ کل ایک ہولناک طوفان آیا۔ جس سے ڈاک خانہ اور سرکاری ریسٹ ہاؤس کی عمارات اڑ گئیں۔ ڈاک خانہ کا تمام ریکارڈ ضائع ہو گیا۔ انفرادی طور پر بھی بہت نقصان ہوا۔

پٹنہ سے ۱۷ جولائی کی اطلاع ہے کہ زلزلہ کے بعد بہار کا بدنصیب صوبہ سیلاب کی تباہ کاریوں کا شکار ہو رہا ہے۔ چمپارن اور سوتی ہاری بالکل زیر آب ہیں۔ دوسرے مقامات پر بھی پانی نے تباہی مچا رکھی ہے۔ سیلاب زدہ رقبہ میں صورت حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے ایک ہوائی جہاز تمام علاقہ کا چکر لگا رہا ہے۔

جمہوریہ پولینڈ نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں ۵ ہزار لوئی یعنی تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

سر آغا خاں کے متعلق ۱۸ جولائی کو اسمبلی میں ایک ہندو ممبر نے سوال کیا۔ کہ کیا یہ صحیح ہے کہ انہوں نے حکومت کو ایک مراسلت بھیجی ہے جس میں اپنی خدمات کے پیش نظر ہندوستان کے ایک حصہ پر حکومت کے اختیارات طلب کئے ہیں۔ حکومت نے مراسلت کی وصولی کو تو تسلیم کیا۔ لیکن اس کا مضمون ظاہر کرنے سے انکار کر دیا۔

مظفر پور سے ۱۸ جولائی کی خبر مظہر ہے۔ کہ شمالی بہار میں بے پناہ طغیانی آئی ہے۔ سڑکیں زیر آب ہونے کی وجہ سے آمد و رفت بند ہے۔

ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی نانگا پربت پر چڑھنے کے لئے جرمنی سے جو مہم آئی تھی۔ کلکتہ سے ۱۷ جولائی کی اطلاع ہے کہ اس کا ایک رکن تو پہلے ہی کیمپ میں مر گیا۔ ذرا اور آگے بڑھنے پر دو قلی ہلاک ہو گئے۔ اور باقی ارکان اب بالکل مفقود الخبر ہیں۔ اور پارٹی کو بچانے کی کوششیں بالکل ناممکن نظر آتی ہیں۔

استنبول سے ۱۷ جولائی کی خبر ہے۔ کہ ایک ترکی افسر محاصل نے تین برہنہ اشخاص کو کشتی پر سے ساحل پر اترتے دیکھا۔ جنہیں ٹھہر جانے کا حکم دیا گیا۔ اور پرواہ نہ کرنے پر ان کے سروں پر فائر کئے گئے۔ اور پھر بھی جب توجہ نہ کی گئی۔ تو ناجائز تجارت کرنے والے سمجھ کر فائر کر دیئے گئے۔ یہ لوگ دراصل برطانوی بحری افسر تھے۔ انگلستان میں یہ خبر پہنچنے پر غم و غصہ کی لہر پیدا ہو گئی۔ دارالعوام میں ۱۷ جولائی کو سوالات کئے گئے۔ وزیر خارجہ نے بیان کیا۔ کہ اس نے ترکی حکومت کے سفیر کو اس کی اطلاع دی تھی۔ جسے ترکی حکومت نے مطلع کیا ہے کہ اسے اس حادثہ کا افسوس ہے۔ لیکن افسر محاصل نے اپنی ڈیوٹی کی بجا آوری کے طور پر ایسا کیا ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۸ جولائی کو سر ہیری ہیگ ہوم ممبر نے کہا۔ کہ بہت سی انجمنیں جن کی کانگرس کے ساتھ ہمدردی ہے انقلاب پسند ہیں۔ ہندو ممبروں نے ایسی انجمنوں کے نام دریافت کئے۔ مگر آپ نے کوئی نام نہ لیا

خان عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی کے بھتیجے اور ڈاکٹر خان صاحب کے لڑکے سعد اللہ خاں اور عطاء اللہ خاں کو حکومت نے ۱۹۳۲ء سے بنارس جیل میں نظر بند کر رکھا تھا۔ ۱۶ جولائی کی خبر ہے کہ وہ دونو غیر مشروط طور پر رہا کر دیئے گئے ہیں۔

سرحدی سرخ پوشوں پر سے پابندیاں نہ اٹھانے کی وجہ سے حکومت کی مذمت کے لئے اسمبلی کے مسلم ممبروں کی طرف سے مولانا شفیع داؤدی اور شاہ مسعود احمد نے تحریک التوا پیش کی۔ ہندو اور سکھ ممبروں نے مسلم ممبروں سے مطالبہ کیا۔ کہ اگر وہ ان کی طرف سے پیش ہونے والی تحریک التوا پر جس کی بنا ر مسلمانوں کے لئے ملازمتوں میں ۲۵ فی صدی کی تعیین سے ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کریں تو وہ بھی سرخ پوشوں پر تشدد کے لئے تحریک التوا میں ان کا ساتھ دیں گے۔ ورنہ نہیں۔ چونکہ مسلمان طبعاً ایسا نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے ہندو و سکھ ممبروں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دونو تحریکات مسترد ہو گئیں

ڈاکٹر عالم کے متعلق لاہور سے ۸ جولائی کی اطلاع مظہر ہے کہ آپ نامعلوم وجوہ کی بناء پر کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کی ممبری سے علیحدہ ہو گئے ہیں

پنجاب ہائیکورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ینگ موسم گرما کی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی